احسن الاحادیث

مُصنّف

تاج الاسلام حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ

سابق قاضی القضاۃ نیپال و بانی خانقاہ برکات، لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب و تخریج

ابو العطا حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی

ناشر

مجمع البرکات

خانقاہ برکات لہنہ شریف نیپال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

احسن الاحادیث

مصنف

حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ

لہنہ شریف (نیپال)

ترتیب و تخریج

ابو العطر حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام امجدی برکاتی

(تاراپٹی، دھنوشا، نیپال)

ناشر

مجمع البرکات اکیڈمی

لہنہ شریف (نیپال)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : احسن الاحادیث

مصنف : حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی قدس سرہ

خانقاہ برکات بلہنہ شریف (نیپال)

ترتیب وتخریج : ابوالعطر مولانا مفتی محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی نیپال)

بتعاون : جملہ عاشقان حضور شیر نیپال سیہیا، جنک پور (نیپال)

باہتمام : ابوالعطر مولانا مفتی محمد عبدالسلام امجدی، برکاتی (تاراپٹی نیپال)

ناشر : مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات بلہنہ شریف (نیپال)

اشاعت : ۱۴۴۲ھ مطابق 2020ء

ملنے کے پتے

- مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات بلہنہ شریف (نیپال)
- خواجہ بک ڈپو، 419/2، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶ موبائل 8130469834

آئینہ کتاب

جذبات دل	۶
پہلا باب ۱۰ تا ۱۶	
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں	۱۰
حضور خاتم الانبیاء ہیں	۱۰
احادیث سے آخری نبی ہونے کا ثبوت	۱۳
دوسرا باب ۱۷ تا ۲۸	
سچی توبہ کی فضیلت و برکت	۱۷
سچی توبہ کیا ہے	۱۸
سچی توبہ کی علامتیں اور شرطیں	۲۰
توبہ کرنے میں جلدی کرے	۲۲
توبہ کے فوائد	۲۳
اللہ تعالیٰ کی شان غفاری	۲۵
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انداز استغفار	۲۷
اللہ تعالیٰ کی بخشش کی کوئی انتہا نہیں	۲۷
تیسرا باب ۲۹ تا ۳۶	
دارین کی سعادتیں	۲۹
دونوں جہان میں نفع بخش اعمال	۲۹

حضرت جبریل بارگاہ رسالت میں	۳۵
چوتھا باب ۳۷ تا ۴۹	
علم اور علما کے فضائل و برکات	۳۷
حضور ﷺ قاسم نعمت ہیں	۳۸
جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے	۳۸
علم دین اور دیگر چند خوبیاں	۳۹
علم دین حاصل کرنے کا شوق	۴۰
چالیس احادیث عام کرنے کی فضیلت	۴۲
علم غیر نافع کی مثال	۴۳
جس بات کا علم نہ ہو تو کیا کہیں	۴۳
علم چھپانے کا وبال	۴۴
علم دین غلط مقصد کے لئے نہ ہو	۴۴
علم دین اٹھ جائے تو کیا ہوگا	۴۵
طالب دنیا عالم کی مذمت	۴۷
پانچواں باب ۴۹ تا ۵۵	
ذکر کے فضائل و فوائد	۴۹
تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا	۴۹
محافل ذکر میں فرشتوں کی آمد	۵۰
ذکر کرنے والوں سے اللہ راضی	۵۲
ذاکرین سے اللہ خوش ہوتا ہے	۵۳
سانس بھی یا د خدا میں لو	۵۳

ذکر کرنے سے جہنم سے رہائی	۵۴
صبح وشام کا ایک بابرکت وظیفہ	۵۴
چھٹا باب	**۵۶ تا ۶۰**
صبح وشام کے وظائف	۵۶
سوتے وقت کا وظیفہ	۵۷
جنت سے سرفرازی اور جہنم سے رہائی	۶۰
ساتواں باب	**۶۱ تا ۶۷**
اللہ تعالیٰ کی رحمتیں	۶۱
اللہ تعالیٰ بندوں پر کس قدر مہربان ہے	۶۲
بے حساب جنت عطا کرنے کا وعدہ	۶۳
ایک گنہگار کی بخشش	۶۴
ناز ہے تو اللہ کی رحمت پر	۶۴
اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے	۶۵
میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے	۶۶
اللہ تعالیٰ سے رحمت وبخشش کی امید رکھو	۶۶

جذبات دل

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی تاراپٹی (نیپال)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عارف باللہ، شیخ طریقت، رہبر شریعت، عطائے حضور سید العلما، فدائے سادات مارہ مطہرہ، شہکار دہر، فخر روزگار، مفتی اعظم نیپال، شیر نیپال حضرت علامہ مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ نے پوری زندگی دین متین کی خدمت و حفاظت، احیائے سنت اور امت مسلمہ کی ہدایت و رہبری میں صرف کردی۔ آپ نے تحریر و تقریر اور بیعت و ارشاد کے ذریعے فرزندان اسلام کی مخلصانہ قیادت اور اعدائے اسلام کی سرکوبی کی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و تشہیر اور پاسداری کی۔

ہندو نیپال میں سیکڑوں جلسے اپنی صدارت و سرپرستی میں کرائے، درجنوں مدارس و مساجد کی بنیاد رکھی، علما کا قافلہ تیار کیا، قوم کے بااثر حضرات کو اپنے اعتماد و رابطہ میں رکھ کر انہیں صحیح سمت بتاتے رہے اور عوام کے اس طبقہ کو بھی اعتقادا مضبوط و مستحکم کر کے ایک صالح معاشرہ اور پاکیزہ ماحول کے قیام کی جدو جہد کی، تاکہ غیر مقلدین اور وہابیہ و دیابنہ سے مقابلہ کے وقت ان کی خدمات حاصل کی جائیں اور اسلامی اخلاق و اقدار کا پرچم بلند رہے۔

تقریباً دو درجن کتب و رسائل آپ نے لکھے جن میں سے فتاوی برکات کے علاوہ سات رسائل آپ کی حیات ہی میں اس فقیر سراپا تقصیر، اسیر مرشد و مربی کامل ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ کی کوشش سے چھپ کر منظر عام پر آچکے تھے۔ ان کتابوں کی اشاعت میں آپ کی دلچسپی قابل رشک تھی مگر آپ کے وصال کے بعد یہ کام شاید اہل خانوادہ کے لئے قابل توجہ اور باعث دلچسپی نہیں رہا جبکہ دوسرے افراد کے لئے مشکل تر

ہے۔ مشکل اس لئے کہ آپ کی تصنیفات وتالیفات پر کئی جہت سے کام کرنا ہے مثلاً منتشر اوراق کو جمع کرنا، اصل سے مطابقت، تخریج، بعض عربی عبارات کا ترجمہ اور تصحیح و بازدید وغیرہ۔ اور یہ اتنا آسان نہیں جتنا برسر اسٹیج سلام کے بعد رٹا ہوا خطبہ بیان کرنا اور پھر آسمان تک ہاتھ اٹھوا کر عوام سے نعرہ لگانے اور سبحان اللہ وغیرہ کہلوالینا۔ اولا شاید میرے علاوہ منتشر و بوسیدہ اوراق وصفحات کا علم کسی کو ہو، ثانیاً کس صفحہ کا تعلق کس سے ہے اور وہ صفحہ کس رسالہ کا ہے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے کہاں کیا اضافہ کیا ہے اور کیا املا کروایا ہے؟ اور وہ اضافہ شدہ واملا کرائے ہوئے مضامین ومواد کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ اس پر مستزاد یہ کہ حذف واضافہ کا اختیار میرے علاوہ کسی کو عطا بھی نہیں فرمایا۔ مگر مشکل ہونے کے باوجود میں نے پیر ومرشد علیہ الرحمہ کے رشحات قلم کو شائع کرنے کے لئے کمر کس لی ہے اور اس کام کو انجام دینے میں کثرت مشاغل ومصروفیات اور الجھنوں کے باوجود دلچسپی شباب پر ہے اور چند کتابوں پر کام بھی ہو چکا ہے۔ اب رب تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ اس راہ میں مجھے ہمت وحوصلہ بخشے اور احباب کو مالی تعاون کی توفیق بخشے۔

یہاں اس بات کی وضاحت کردوں کہ میری نیت اس عظیم ودشوار کام کو انجام دینے میں نہ شہرت طلبی ہے اور نہ میرا منشاومقصد کسی پوسٹر میں جلی حرفوں میں اپنے نام کی سرخی کی زیارت کرنا اور نہ کسی اسٹیج پر خطابت کا موقع حاصل کرنے اور اس کے لئے کسی کے حضور جبین کو خم کرنا مقصود ہے، نہ کسی کی خوشنودی اور نہ یہ میرا شیوہ وشان اور نہ میرے طرز زندگی کا یہ حصہ ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی شفاعت ونظر کرم اور پیر ومرشد کی روحانی توجہات۔ اس کے باوجود کوئی میری نیت پر شک کرے یا میری ہمت کو سراہنے کی بجائے حوصلہ شکنی کرنے اور دل شکن جملوں سے نوازے تو اپنی زبان میں عرض کروں گا کہ ہاتھ بائی لاٹھی سلام بائی سونٹا۔ یا پھر یوں ؎

چمن سے اے چمن والے چلے ہم
خدا تیرے چمن کا پاسباں ہے

گردونواح کے حالات جو میں محسوس کررہا ہوں جن سے ہمت وحوصلہ بڑھنے کی بجائے مایوسی اور کام میں سستی وعدم دلچسپی کسی وقت بھی آسکتی ہے اور پھر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے قلمی شہہ پاروں کی چمک سے ارادت وعقیدت مند محروم ہو سکتے ہیں۔ ہاں ان حالات میں بھی عشاق شیر نیپال اور پیر ومرشد سے دعوائے محبت وعقیدت میں مخلصین نے دست تعاون بڑھایا تو پھر متوقع حادثہ ٹل سکتا ہے۔

ہماری مشکلیں آسان کردے
الہی تو مددگار جہاں ہے

حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے آپ کے وصال کے بعد بھی آپ سے سچی محبت وعقیدت کرنے والے خوش نصیبوں میں سکان اسیہا جنکپور ہیں جن کے اخلاص اور سچی محبت کی دلیل پیر ومرشد کی دو کتابوں (تباہی ان گناہوں کی، احسن الاحادیث) کی طباعت کا انتظام کرنا ہے۔ جن میں سرفہرست محب گرامی قدر حضرت مولانا غلام مصطفیٰ برکاتی، حضرت مولانا وسیم اکرم صدیقی برکاتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی انہیں اور ان کی پوری ٹیم کو (جو انہیں کے گاؤں کے رہنے والے ہیں جو اس وقت قطر کی سرزمین پر کسب معاش کی غرض سے مقیم ہیں) ان سب کو دارین کی سعادتوں سے نوازے اور دیگر مریدوں کو اس نیک راستے پر چل کر مرشد گرامی کی قلمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حضور شیر نیپال کے رسائل کی ترتیب وتخریج کے دوران حذف واضافہ بھی کیا گیا ہے، جن عربی عبارات کا ترجمہ نہیں ہوا تھا ان کا ترجمہ فقیر نے کردیا ہے اور اس کی نشاندہی بھی کردی گئی ہے اور بعض مقامات پر حذف واضافہ کی نشاندہی نہیں ہو پائی ہے۔ دوران مطالعہ کسی طرح کی کمی نظر آئے تو اسے فقیر کی طرف منسوب کردیں اور نشاندہی کرکے مطلع ضرور فرمائیں۔

اخیر میں تحدیث نعمت کے طور پر ایک بار پھر اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور مسرت وشادمانی کا اظہار کہ مجھے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جیسی عبقری شخصیت کی علمی خدمات کو جمع و

ترتیب اور عام کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے جنہوں نے پوری زندگی سنت کی احیاو حمایت اور بدعت کی اماتت و نکایت میں بسر کی اور اپنی دعاؤں سے خلوت و جلوت میں مجھ نکمے کو نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے روحانی فیض سے کافی و وافی حصہ عطا فرمائے۔

گدائے مرشد

ابوالعطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی عفی عنہ

تاراپٹی، ضلع دھنوشا جنک پور (نیپال)

مقیم حال دوحہ قطر

8 محرم الحرام 1442ھ

24/اگست 2020ء

پہلا باب

حضور ﷺ آخری نبی ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ ○ وَ کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ○ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ○

حضور خاتم الانبیاء ہیں:

امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں ۔ جو خاتم النبیین کے معنی کچھ اور بتائے یا اس میں ادنی شک وشبہ کو بھی راہ دے وہ کافر، مرتد، ملعون ہے ۔ قرآن حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان کر رہا ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾ [۱]

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ۔ (کنز الایمان)

اور حدیث متواتر میں وارد ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: لانبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں میں آخری نبی بن کر آیا ہوں ۔ [۲]

آیت کریمہ مذکورہ میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کا ایسا واضح بیان ہے جس میں کسی

۱۔ پ ۲۲ ع ۲ سورۃ احزاب آیت نمبر 40 ۲۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 2404، مسند احمد ج 2 ص 212

تاویل کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ذرا خاتم النبیین کے معنیٰ پر ہی غور کر لیں۔

روح المعانی ج:۸، ص:۳۴ میں ہے:

اور خاتم نام ہے اس آلہ کا جس سے ختم کیا جائے جیسے طابع نام ہے اس کا جس سے مہر کی جائے۔ تو خاتم النبیین کے معنیٰ وہ کہ جس سے نبی ختم کر دیے گئے اور اس کا مآل سب نبیوں کے پیچھے۔ اور مراد نبی سے وہ معنیٰ عام ہیں جو رسول کو بھی شامل ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے آپ کا خاتم المرسلین ہونا بھی لازمی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ اب آپ کے وصف نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد گروہ جن وانس میں کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل ضروریہ یقینیہ سے ہے جن پر قرآن ناطق اور جس مسئلہ کو سنت نے واضح طور پر بیان فرمایا اور اس پر امت کا اجماع قائم ہو چکا۔ تو اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہوگا اور اگر اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے۔ (قتل بادشاہ اسلام کے ذمہ ہے)

تفسیر روح البیان ج:۷، ص:۱۸۸ میں ہے:

اور اہل سنت وجماعت نے فرمایا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ، اور حضور علیہ السلام کے فرمان: لا نبی بعدی کے سبب اور جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا قول کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی، اس لیے کہ اس نے نص کا انکار کیا۔ ایسے ہی اگر کوئی اس میں شک کرے اس لیے کہ حجت نے حق کو باطل سے واضح کر دیا۔ اور جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعا (دعویٰ) کرے تو اس کا دعویٰ باطل ہی ہوگا۔ ایک مرد نے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے مہلت دو معجزے لاؤں۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کذا فی مناقب الامام۔ ہدیۃ المہدیین میں فرمایا کہ ہمارے آقا و مولیٰ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا یوں فرض ہے کہ آپ رسول فی الحال ہیں اور انبیاء ورسل کے خاتم (یعنی نبیوں اور رسولوں میں آپ آخری نبی ورسول ہیں)۔تو جب کوئی ایمان لائے یوں کہ آپ رسول ہیں اور اس طرح ایمان نہ لائے کہ آپ رسولوں کے خاتم (آخری رسول) ہیں، قیامت تک آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا تو وہ مومن نہیں ۔(یعنی مومن ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے آپ ﷺ کو آخری نبی مانا جائے اور اس بات کا بھی یقین اقرار کیا جائے کہ آپ جو دین اسلام لے کر آئے وہ منسوخ ہونے والا دین نہیں ہے)اور کتاب السیر میں اشباہ کے اندر فرمایا کہ جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیا ہونا ضروریات دین سے ہے۔

ابن کثیر میں ہے:

یہ اس بات پر نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ۔جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کے بعد کوئی رسول کیسے ہوسکتا ہے، کیونکہ رسالت نبوت سے خاص ہے ۔ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ۔متواترہ احادیث سے بھی حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا ثابت ہے ۔[1]

پھر ابن کثیر حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر چند احادیث کریمہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس مضمون کی اور بھی متعدد احادیث ہیں ۔اللہ تعالی کی بندوں پر خصوصی رحمت ہے کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا، پھر انہیں یہ شرف عطا فرمایا کہ آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلین بنایا اور آپ کے ہاتھوں دین کی تکمیل کی ۔اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے متواتر احادیث میں صاف طور پر بتادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد

ا۔ ابن کثیر ج 6 ص 381

نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا، افترا پرداز، دجال، دھوکہ باز، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اگرچہ وہ شعبدہ بازی، جادو اور طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیران کن کرتب و کمالات اور نیرنگیاں دکھائے لیکن اصحاب عقول جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ دجل بفریب اور گمراہی ہے جیسا کہ اسود عنسی نے یمن میں اور مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا جن کے فاسد احوال اور جھوٹے اقوال سے ہر ذی فہم اور ہر ذی عقل پر واضح ہو گیا کہ وہ جھوٹے اور گمراہ ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔[1]

احادیث سے آخری نبی ہونے کا ثبوت:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إِنَّ مَثَلِي ومثَلَ الأَنبياء مِنْ قَبلي. كَمَثَلِ رجلٍ بنى بَيْتًا. فأَحْسَنَهُ وأَجملَهُ. إلا مَوْضعَ لَبِنَةٍ من زاوية. فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفونَ بِهِ. ويَعْجَبونَ له. ويقولونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هذه اللَّبِنَةُ؟. قال: فأنا اللَّبِنَة. وأنا خاتمُ النَّبِيِّين.[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے آئے ایسی ہے جیسے کسی شخص نے عمدہ اور خوبصورت محل بنایا مگر اس کے گوشوں میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کہ کاش وہ اینٹ رکھ دی جاتی تو میں وہ آخری اینٹ ہوں اور خاتم النبیین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ الْكُفْرَبِي وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الذى ليس بعده نبى وقد سماه الله رؤفاً رحيماً.[3]

۱۔ تفسیر ابن کثیر ج 6 ص 384　۲۔ بخاری حدیث نمبر ۳۵۳۵ ۳۔ مسلم حدیث نمبر: ۲۲۸۶

۳۔ مسلم حدیث نمبر ۲۳۵۴ صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۳۱۳

ترجمہ: جبیر ابن مطعم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں مجھ سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر فرمائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ نے اس کا نام رؤف و رحیم رکھا ہے۔

عن أبي هريرة عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اُن کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق اُن سے سوال کرے گا۔

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُسَمِّي لَنَا نَفْسَه أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ، وأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اپنے کئی نام بیان کئے، آپ نے فرمایا: میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفی اور حاشر ہوں اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔[2]

۱۔ بخاری حدیث نمبر ۳۴۵۵، مسلم حدیث نمبر ۱۸۴۲ ۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی اسماءہ ﷺ، حدیث ۶۱۰۸

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ إنَّ الرسالةَ و النُّبوَّةَ قد انقطعت. فلا رسولَ بعدی و لا نبیَّ۔[۱]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دیگر انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں میں فضیلت (فوقیت) حاصل ہے، مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے، میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی، میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، میرے لئے (تمام) زمین پاک کرنے والی اور مساجد بنادی گئی ہے، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے"۔[۲]

تفسیر خازن ج: ۳ ص: ۵۰۳ میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے آپ سے دروازہ نبوت بند فرما دیا تو نہ آپ کے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن اور نہ آپ کے ساتھ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اگر آپ کے ذریعہ انبیائے کرام کے سلسلہ کو ختم نہ کرتا تو ضرور آپ کو فرزند عطا فرماتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔ اور آپ ہی سے روایت ہے کہ اللہ نے جب حکم فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کو کوئی نرینہ اولاد نہیں عطا فرمائی اور اللہ ہر شی کو جانتا ہے۔ تو اس کے علم میں داخل ہے یہ بات کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو اگر تم کہو کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا صحیح اور وہ نبی ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ عیسیٰ علیہ السلام ان انبیائے کرام سے ہیں جو آپ سے

۱۔ مسند احمد ج 3 ص 267، جامع صغیر حدیث نمبر 1994

۲۔ صحیح مسلم کتاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ حدیث نمبر 522

پہلے نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور جب آخر زمانہ میں نزول فرمائیں گے تو ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عامل بن کر نزول فرمائیں گے اور آپ کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائیں گے۔ گویا کہ وہ آپ کی امت کے ایک فرد ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری ج: ۲، ص: ۲۸۲ میں ہے:

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لا شریک لہ جاننا فرض اوّل ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردّد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران ہے۔[1]

---

[1] فتاویٰ رضوی ج 15 ص 660 مترجم رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ

دوسرا باب

سچی توبہ کی فضیلت و برکت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۸ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے دہنے عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے، بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے (کنزالایمان)

خزائن العرفان میں اس کے تحت ہے:

یعنی توبہ صادق (سچی توبہ) جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

اور نورالعرفان میں اسی کے تحت ہے:

---

[1] پ:۲۸ سورۃ تحریم ۸

سچی توبہ جس کا اثر یہ ہو کہ برے اعمال چھوٹ جائیں، نیک کاموں کی عادت پڑ جائے۔ توبہ کی حقیقت گزشتہ پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد ہے۔ توبہ بہت قسم کی ہے کفر سے توبہ، فسق سے توبہ، حقوق العباد سے توبہ وغیرہ۔ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کے بعد گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسے تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں نہیں لوٹتا۔

سچی توبہ کیا ہے:

عن ابن عباس قال قال معاذ بن جبل یا رسول اللّٰہ ما التوبۃ النصوح؟ قال ان یندم العبد علی الذنب الذی اصاب فیعتذر الی اللّٰہ تعالیٰ ثم لایعود الیہ کما لا یعود اللبن الی الضرع۔[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ توبہ نصوح کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جو گناہ بندہ سے صادر ہو گیا اس پر وہ نادم ہو کر بارگاہ الٰہی میں معذرت طلب کرے۔ پھر گناہ کی طرف نہ پلٹے، جس طرح دودھ تھن کی طرف نہیں پلٹتا۔

قال عمر بن الخطاب وابی بن کعب ومعاذ التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لایعود الی الذنب کما لایعود اللبن الی الضرع وقال الحسن ھی ان یکون العبد نادماً علی مامضی مجمعاً علی ان لایعود الیہ وقال الکلبی ان یستغفر باللسان ویندم بالقلب ویمسک بالبدن وقال سعید بن المسیب معناہ توبۃ تنصحون بھا انفسکم وقال محمد بن کعب القرظی التوبۃ النصوح یجمعھا اربعۃ اشیاء الاستغفار باللسان والاقلاع بالابدان واضمار ترک العود بالجنان ومھاجرۃ سیٔ الاخوان۔[2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ سچی توبہ یہ ہے کہ آدمی توبہ کرے پھر اس کی طرف نہ پلٹے جس طرح دودھ

[1] روح المعانی ج 28 ص 157 مطبوعہ بیروت لبنان

[2] خازن ج۴ ص ۲۸۷

تھن کی طرف نہیں پلٹتا۔اور حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ آدمی کئے ہوئے پر شرمندہ ہو اور آئندہ اس گناہ کی طرف نہ پلٹنے کا پختہ ارادہ کرے۔اور حضرت کلبی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ زبان سے مغفرت طلب کرے، دل سے شرمندہ ہو اور اعضا کو گناہ سے دور رکھے۔اور حضرت سعد بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح کا معنی ایسی توبہ ہے کہ جو خود تمہارے لئے نصیحت بن جائے۔اور کعب قرظی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ توبہ نصوح چار چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے (۱) زبان سے مغفرت طلب کرنا۔(۲) اعضاء بدن کو گناہوں سے روکے رکھنا، (۳) اور دل سے دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا عہد کرنا اور (۴) اور برے دوستوں کی سنگت سے دور رہنا۔(ترجمہ از: امجدی)

صاحب تفسیر مدارک رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

وجاء مرفوعاً التوبة النصوح ان يتوب ثم لايعود الى الذنب الى ان يعود اللبن فى الضرع وعن حذيفة بحسب الرجل من الشر ان يتوب عن الذنب ثم يعود فيه وابن عباس رضى الله عنه هى الاستغار باللسان والندم بالجنان والاقلاع بالاركان[1]

ترجمہ: اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کرے پھر اس گناہ کی طرف نہ پلٹے یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے۔اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آدمی کے برا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ گناہ سے توبہ کرے پھر اسی گناہ میں پڑ جائے۔اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ زبان سے مغفرت طلب کی جائے اور دل سے نادم ہو اور عملاً اس گناہ سے باز آجائے۔(ترجمہ از امجدی)

تفسیر ابن عباس میں ہے:

۱۔مدارک شریف ص ۲۸۷

(توبة نصوحاً) خالصاًصادقاً من قلوبکم وهوالندم بالقلب والاستغفار باللسان والاقلاع بالبدن والضمیر علی ان لایعود الیه ابداً۔
یعنی توبہ ہوتو سچے دل سے ہو، مکاری ریاکاری سے نہ ہو، توبہ کے بعد کردار و گفتار کے مطابق ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بت پرستی سے توبہ کرے اور جنیئو پہنے رہے، عیسائیت سے توبہ کرے اور گرجا گھر جاتا رہے، دیوبندیت سے توبہ کرے اور اس کی ٹوپی سر پر رہے، وہابیت سے توبہ کرے اور نجد کا لباس زیب تن رہے، پھلوارویت سے توبہ کرے اور اس کا انگرکھا نہ اترے اور جس سے توبہ کیا ہے اسی کو فروغ دینے کی کوشش کرتا رہے۔ **ولاحول ولاقوة الاباللہ العلی العظیم**۔ جس گناہ اور بدمذہبی کو جس طرح کیا جس زور وشور کے ساتھ اشاعت کرتا رہا اسی طرح انشراح قلب کے ساتھ اسی زور وشور کے ساتھ اس کا اعلان کردے، اس کا رد کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئة فاحدث عندها توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔[1]

جب تو گناہ کرے تو فوراً توبہ کر خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ (پھر اس کے صدق توبہ پر اطمینان ہوگا۔)

آیات واحادیث اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر انسان سے گناہ سرزد ہوجائے تو سچے دل سے توبہ کرلے اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

سچی توبہ کی علامتیں اور شرطیں:

عن علی رضی اللہ عنه انه سمع اعرابیا یقول اللهم انی استغفرك و اتوب الیك فقال یاهذا ان سرعة اللسان بالتوبة توبة الکذابین قال وما التوبة قال ان التوبة یجمعها ستة اشیاء علی الماضی من الذنوب الندامة وللفرائض الاعادة ای

[1] المعجم الکبیر حدیث ۳۳۱ مکتبة الفیصلیة بیروت ۲۰/۱۵۹، کنز العمال حدیث ۱۸۰ ۵ا موسسة الرسالة بیروت ۴/۲۰۹

القضاء صلاةً اوصوماً اور ذکوٰةً اونحوها وردالمظالم واستحلال الخصوم وان تعزم علی ان لاتعود وان تذیب نفسك فی طاعة الله کما ربیتها فی المعصیة وان تذیقها مرارة الطاعة کما اذقتها حلاوة المعاصی۔[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ دعا کر رہا تھا اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کر رہا ہوں اور تیری بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے اعرابی! زبانی توبہ تو جھوٹوں کی توبہ ہے۔ عرض کیا کہ فرمایا جائے حضور سچوں کی توبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس توبہ میں یہ چھ چیزیں پائی جائیں:

(۱) جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں ان پر ندامت۔

(۲) جو فرض نماز و روزہ زکوٰۃ وغیرہا ادا نہ ہوئے ان کی قضا۔

(۳) کسی کا حق غصب کیا ہے تو اسے لوٹا دینا یا حق والے سے اس کی اجازت حاصل کر لینا

(۴) اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر پختہ ارادہ کر لینا۔

(۵) جس طرح پہلے تو نے اپنے نفس کو بدکاریوں سے فربہ کیا ہے اب اطاعت الٰہی میں اس کو پگھلا دے۔

(۶) اور جس طرح اس کو گناہوں کا پہلے میٹھا مزہ چکھایا اب اسے اطاعت الٰہی کا کڑوہ مزہ چکھاتا رہے (یہ ہے سچوں کی توبہ)۔

امام صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

واعلم ان التوبة ممالایتعلق به حق لآدمی لها شروط ثلثة ان یقلع عن المعصیة فی الحال وان یندم علی مافعله وان یعزم علی انه لایعودو ان کانت متعلقة بحق آدمی فیزاد علی هذه الثلاثة رد المظالم الی اهلها ان امکن والافیکفی استسماحهم وهی واجبة من کل ذنب کان کبیرة اوصغیرة باجماع لماوردیایها الناس توبواالی الله فانی اتوب الیه فی الیوم مأة مرة وفی روایة انی لاستغفرالله

[1] روح البیان ج۱۰ ص۹۲، روح المعانی ج۲۸ ص۴۹۰

واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ۔[۱]

ترجمہ: اور جاننا چاہئے کہ ان چیزوں سے توبہ کرنا جن سے آدمی کا حق متعلق نہ ہو تو اس کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) فوراً گناہ سے رک جائے، (۲) اور اپنے کئے پر شرمندہ ہو (۳) اور پھر اس گناہ کے ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔ اور اگر توبہ ان گناہوں سے ہو جن سے کسی آدمی کا حق متعلق ہو تو مذکورہ شرائط کے ساتھ ان شرائط کا اضافہ کیا جائے: (۴) صاحب حق کا حق لوٹا دے اگر ممکن ہو ورنہ معافی مانگ لینا کافی ہوگا۔ اور توبہ ہر گناہ سے واجب ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا "اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں خود روزانہ اس کی بارگاہ میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں روزانہ ستر سے زیادہ۔
(ترجمہ از: امجدی)

توبہ کرنے میں جلدی کرے:

امام خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وقال العلماء التوبة واجبة من كل ذنب على الفور ولا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة فأن كانت المعصية بين العبد وبين الله تعالىٰ لا تتعلق بحق آدمي فلها ثلاث شروط احدها ان يقلع عن المعصية والثاني ان يندم على فعلها والثالث ان يعزم على ان لايعود اليها ابدا فأذا اجتمعت هذه الشروط في التوبة كانت نصوحاً وان فقد شرط منها لم تصح توبته فأن كانت المعصية تتعلق بحق آدمي فشروطها اربعة هٰذه الثلاثة المتقدمة والرابع ان يبرأ من حق صاحبها فان كانت المعصية مالا ونحوه رده الى صاحبه وان كان حد قذف او نحوه مكنه من نفسه او طلب عفوه وان كانت غيبة استحله منها ويجب ان يتوب العبد من جميع

[۱] صاوی شریف ج ۴ ص: ۲۲۶

الذنوب فان تاب من بعضها صحت توبته من ذالك الذنب وبقی علیه مالم یتب منه هذا مذهب اهل السنة وقد تظاهرت دلائل الکتاب والسنة واجماع الامة علیٰ وجوب التوبة۔[1]

یعنی علما نے فرمایا کہ ہر گناہ سے فوراً توبہ واجب ہے دیر کرنا جائز نہیں۔ خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ پھر اگر گناہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے کسی آدمی کا حق اس گناہ سے متعلق نہیں تو اس توبہ کے لیے تین شرطیں ہیں (۱) گناہ سے تائب پورے طور پر جلد ہو جائے۔ (۲) اس گناہ کے ارتکاب پر دل سے شرمندہ ہو (۳) آئندہ کبھی بھی اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو۔ تو جب یہ تینوں شرطیں توبہ میں جمع ہوں گی تو وہ توبہ نصوح ہوگی۔ پھر اگر کسی آدمی کے حق سے گناہ متعلق ہے تو اس توبہ کی چار شرطیں ہیں: یہ تینوں پیش کردہ اور (۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا صاحب حق سے خلاصی پائے۔ اگر کسی کا مال وغیرہ لیا ہے تو اسے صاحب حق کو لوٹا دے اور اگر حد قذف کا سزاوار ہوا ہے تو اسے اپنے اوپر قدرت دے یا اس سے معافی طلب کرے اور اگر غیبت ہو تو معافی مانگ کر نجات حاصل کرے اور سارے گناہوں سے توبہ کرنا بندہ پر واجب ہے۔ پھر اگر بعض گناہ سے توبہ کرے گا تو اس گناہ سے اس کی توبہ صحیح ہے اور جن گناہوں سے توبہ نہ کرے گا وہ اس کے ذمہ باقی رہیں گے۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ اور توبہ کے وجوب پر کتاب و سنت اور اجماع امت کی دلیلیں ظاہر و باہر ہیں۔

توبہ کے فوائد:

اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے اور اسی کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ توبہ کے بے شمار فائدے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝[2]

۱۔ خازن شریف ج:۴ ص:۳۱۶ ۲۔ پ ۲۹ سورۃ نوح آیت نمبر 10

ترجمہ: اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ (توبہ کرنے والوں کو)

اور چوتھے پارہ میں ارشاد ربانی ہے: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧﴾ [1]

ترجمہ: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ [2]

ترجمہ: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کرکے۔ اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائے ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں۔

توبہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ صدق دل سے توبہ کرنے والے کے گناہ اور خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور آخرت میں اسے جنت اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

اور ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ [3]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے

ا۔ سورۃ نسا آیت نمبر 17 ۲۔ پ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر 135 ۳۔ پ ۲۸ سورۃ تحریم ۹

قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے دہنے عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کردے اور ہمیں بخش دے، بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری:

حدیث قدسی ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي: إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُه بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا. يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُه. فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ. يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُه. فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ. يَا عِبَادِي! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُه. فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ. يَا عِبَادِي! إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ. يَا عِبَادِي! إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضُرِّي فَتَضُرُّونِي. وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي. يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ. مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ. مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ. فَسَأَلُونِي. فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَه. مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. يَا عِبَادِي! إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ. ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ. وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

ا۔ مسلم حدیث نمبر 25779

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، سو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لہٰذا تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں، تم مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم کسی نقصان کے مالک نہیں ہو کہ مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم کسی نفع کے مالک نہیں کہ مجھے نفع پہنچا سکو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور تمہارے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ بدکار شخص کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہت سے کوئی چیز کم نہیں کر سکتے۔ اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جن کسی ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کا سوال پورا کر دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس سے صرف اتنا کم ہو گا جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈال کر (نکالنے سے) اس میں کمی ہوتی ہے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لئے جمع کر رہا ہوں، پھر میں تمہیں ان کی پوری پوری جزا دوں گا، پس جو شخص خیر کو پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جسے خیر کے سوا کوئی چیز (مثلاً آفت یا مصیبت) پہنچے وہ اپنے نفس کے سوا اور کسی کو ملامت نہ کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز استغفار:

جب یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے صدق دل سے توبہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور توبہ کے بہت سے فائدے ہیں تو اب بندہ کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہے اور کثرت سے استغفار کرنا نہ بھولے۔ اور اس انداز میں رب کی بارگاہ میں استغفار کرے جس انداز میں ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے استغفار کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ إِذَا أَحْسَنُوا اِسْتَبْشَرُوا وَإِذَا أَسَاءُوا اِسْتَغْفَرُوا۔[1]

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں کردے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب کوئی خطا سرزد ہو تو توبہ واستغفار کریں۔

ارشاد ربانی ہے: فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝[2]

ترجمہ: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مولائے روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ شعر:

نہ سیئات را مبدل کردہ حق　　نہ تا ہمہ طاعت شود آن ماسبق

اللہ تعالیٰ کی بخشش کی کوئی انتہاء نہیں:

عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔[3]

[1] ابن ماجہ حدیث نمبر 3820　[2] پ ۱۹ سورہ فرقان آیت نمبر 70　[3] الترمذی 3540، المستدرک 4/ 269

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشوں گا تو نے جو برا کام بھی کیا ہوگا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ یعنی تو چاہے کتنا ہی بڑا گنہگار ہو تجھے بخشنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے ساتھ گناہوں سے بھری ہوئی زمین ہو تو میں تیرے پاس بخشش مغفرت سے بھری ہوئی زمین کو لے کر آؤں گا۔ بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔ (یعنی شرک میں مبتلا نہ ہوا ہو)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

استغفار کے معنی ہیں گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کی حقیقت ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرلینا یا زبان سے گناہ نہ کرنے کا عہد استغفار ہے اور دل سے عہد توبہ۔ استغفار غفر سے بنا، بمعنی چھپانا یا چھلکا و پوست، چونکہ استغفار کی برکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں اس لیے اسے استغفار کہتے ہیں۔ توبہ کے معنے رجوع کرنا، اگر یہ حق تعالیٰ کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ارادۂ عذاب سے رجوع فرمالینا اور اگر یہ بندے کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں گناہ سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، غیبت سے حضور کی طرف لوٹ جانا۔ توبہ صحیح یہ ہے کہ بندہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہو، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور جس قدر ہو سکے اسی قدر گزشتہ گناہوں کا عوض اور بدلہ کردے۔ نمازیں ہوں تو قضا کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہے تو ادا کردے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ توبہ کا کمال یہ ہے کہ دل لذتِ گناہ بلکہ گناہ بھول جائے۔[1]

۱۔ مرآت المناجیح ج 3 ص 414

تیسرا باب

دارین کی سعادتیں

اس باب میں وہ احادیث کریمہ ذکر کی جائیں گی جن میں انسان کے لئے دونوں جہان میں کامیابی وسعادت کے رہنما اور سنہرے اقوال ہوں گے۔شریعت نے جن اعمال سے روکا ہے ان میں سے بھی بعض اعمال کا ذکر ہوگا تا کہ ان سے مسلمان بچ کر اپنی دنیا و آخرت دونوں سنواریں اور ان اعمال کا بھی ذکر جن باتوں پر عمل کر کے انسان دونوں جہان میں سعادت فوز وفلاح اور سرخروئی حاصل کرسکتا ہے۔(امجدی)

دونوں جہاں میں نفع بخش اعمال:

عن خالد بن ولید قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال انی سائلك عما فی الدنیا والآخرة فقال له سل عما بدالك قال یانبی الله احب ان اکون اعلم الناس قال اتق الله تکن اعلم الناس. فقال احب ان اکون اغنی الناس قال کن قنعا تکن اغنی الناس. قال احب ان اکون خیر الناس فقال خیر الناس من ینفع الناس فکن نافعالهم۔ فقال احب ان اکون اعدل الناس قال احب للناس ما تحب لنفسك تکن اعدل الناس. قال احب ان اکون اخص الناس الی الله تعالیٰ قال اکثر ذکر الله تکن اخص العباد الی الله تعالیٰ ۔ قال احب ان اکون من المحسنین قال اعبد الله کانك تراه فان لم تکن تراه فانه یراك ۔ قال احب ان یکمل ایمانی قال حسن خلقك یکمل ایمانك ۔ فقال احب ان اکون من المطیعین قال اد فرائض الله تکن مطیعا ۔ فقال احب ان القی الله نقیا من الذنوب قال اغتسل من الجنابة متطهرا تلقی الله یوم القیامة وما علیك ذنب ۔ قال احب ان احشر یوم القیامة فی النور

قال لا تظلم احدا تحشر یوم القیامۃ فی النور۔ قال احب ان یرحمنی ربی قال ارحم نفسک وارحم خلق اللہ یرحمک اللہ ۔قال احب ان تقل ذنوبی قال استغفر اللہ تقل ذنوبک ۔قال احب ان اکون اکرم الناس قال لا تشکُوَنَّ اللہ الی الخلق تکن اکرم الناس ۔ فقال احب ان یوسع علی فی الرزق قال دم علی الطھارۃ یوسع علیک فی الرزق ۔ قال احب ان اکون من احباء اللہ ورسولہ قال احب ما احب اللہ ورسولہ وابغض ما ابغض اللہ و رسولہ ۔قال احب ان اکون آمنا من سخط اللہ قال لا تغضب علیٰ احد تأمن من غضب اللہ و سخطہ. قال احب ان تستجاب دعوتی قال اجتنب الحرام تستجب دعوتک قال احب لا یفضحنی اللہ علیٰ رؤس الاشھاد قال احفظ فرجک کیلا تفتضح علیٰ رؤس الاشھاد۔ قال احب ان یستر اللہ عَلَیَّ عیوبی قال استر عیوب اخوانک یستر اللہ علیک عیوبک ۔ قال ما الذی یمحو عنی الخطایا قال الدموع والخضوع والا مراض ۔ قال ای حسنۃ افضل عند اللہ قال حسن الخلق والتواضع والصبر علی البلیۃ والرضاء بالقضاء ۔ قال ای سیئۃ اعظم عند اللہ قال سوء الخلق والشح المطاع ۔ قال ما الذی یسکن غضب الرحمن قال اخفاء الصدقۃ و صلۃ الرحم قال ما الذی یطفئ نار جھنم قال الصوم ۔[1]

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبی میں حاضر آیا اور عرض کیا میں حضور سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں جو دنیا اور آخرت میں کام آئیں ۔سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوچھو جو تم کو پوچھنا ہے ۔عرض کیا اے غیب کی خبر دینے والے نبی! میں چاہتا ہوں کہ:

(1) لوگوں میں سب سے زیادہ جانکار ہو جاؤں فرمایا اللہ سے ڈر لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا ہو جائے گا۔

(2) پھر عرض کیا میں پسند کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤں فرمایا قناعت

[1] کنز العمال ج۱۶ ص ۱۲۷

کرنے والا ہوجاتو سب سے زیادہ مالدار ہوجائے گا۔

(3) عرض کیا میں چاہتا ہوں لوگوں میں سب سے اچھا ہوجاؤں، ارشاد فرمایا لوگوں کو نفع پہنچانے والا بہتر شخص ہے تو بھی ان کو نفع پہنچانے والا ہوجا،

(4) پھر عرض کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ انصاف ور ہوجاؤں؟ فرمایا لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تو پسند کرتا ہے اپنے لئے تو تم ہوجاؤ گے لوگوں میں زیادہ انصاف کرنے والا۔

(5) عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں لوگوں میں زیادہ مخصوص ہوجاؤں؟ ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالی کا ذکر بکثرت کر تو اللہ کی بارگاہ میں اخص العباد ہوجائے گا،

(6) عرض کی میں پسند کرتا ہوں کہ نیکوکار لوگوں میں ہوجاؤں ہفرمایا اللہ تبارک وتعالی کی عبادت کر اس طرح کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر دیکھنے کی طاقت نہیں، تاب نہیں ہے تو یہ یقین کر کہ تجھ کو اللہ تعالی دیکھ رہا ہے۔

(7) عرض کیا میں پسند کرتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہوجائے فرمایا اپنی خصلت اچھی کر تیرا ایمان کامل ہوجائے گا۔

(8) عرض کیا میں فرماں برداروں میں سے ہونا چاہتا ہوں فرمایا اللہ کے فریضے کو ادا کرو اللہ کا فرماں بردار ہوجائے گا۔

(9) عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی سے ملوں گناہوں سے پاک وصاف ہوکر۔ فرمایا پاکی حاصل کرنے کے لئے جنابت کا غسل کر تو اللہ تبارک وتعالی سے قیامت کے دن ملے گا اس حال میں کہ تم پر گناہ کا میل کچھ بھی نہ رہے گا۔

(10) عرض کیا قیامت کے دن میرا حشر نورانی ہو فرمایا کسی پر ظلم مت کر تو قیامت کے دن تیرا حشر نورانی ہوگا۔

(11) عرض کیا کہ مجھے پسند ہے کہ میرا رب مجھ پر رحم فرماتا رہے فرمایا اپنی ذات پر رحم کر

اور اللہ کی مخلوق پر رحم کر اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

(12) عرض کیا میں پسند کرتا ہوں کہ مجھ سے گناہ نہ ہو فرمایا اللہ سے اپنے گناہوں کے لئے نہ ہونے کی دعا کرو۔

(13) عرض کیا حضور میں چاہتا ہوں اکرم الناس ہو جاؤں فرمایا مخلوق کے پاس اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کرو اکرم الناس ہو جائے گا

(14) عرض کیا حضور روزی میری وسیع ہو جائے تو فرمایا ہمیشہ باوضو رہو تیری روزی وسیع ہو جائے گی۔

(15) عرض کیا اللہ و رسول کا محبوب ہو جاؤں، فرمایا محبت کرو اس سے جسے اللہ و رسول محبت کرے اور دشمنی رکھو ان چیزوں سے جسے اللہ و رسول ناپسند فرمائیں.

(16) عرض کیا میں پسند کرتا ہوں کہ میری دعا قبول ہو فرمایا حرام سے بچ تیری دعا قبول ہوگی (17) عرض کیا حضور لوگوں کے سامنے چاہتا ہوں اللہ مجھ کو رسوا نہ کرے فرمایا اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتا کہ اعلانیہ (مجمع میں) تیری رسوائی نہ ہو۔

(18) عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے، فرمایا اپنے بھائیوں کے عیب کی پردہ پوشی کر اللہ تعالیٰ تیرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(19) عرض کیا کون چیز گناہوں کو مٹا دیتی ہے؟ فرمایا اللہ کے ڈر سے آنسو بہانا، رونا، آہ و زاری کرنا اور بیماری پر صبر کرنا۔

(20) عرض کیا کون سی نیکی اللہ کی بارگاہ میں افضل ہے؟ فرمایا اچھی خصلت، تواضع، بلا پر صبر کرنا اور قضا پر راضی رہنا۔

(21) عرض کیا کون سا گناہ اللہ کی بارگاہ میں زیادہ بڑا ہے؟ فرمایا بری خصلت، بخیلی۔

(22) عرض کیا کون سی چیز رحمان کے غضب سے نجات دیتی ہے؟ تو فرمایا پوشیدہ صدقہ کرنا اور صلہ رحمی کرنا۔

(23) عرض کیا جہنم کی آگ کو کون سی چیز بجھا دیتی ہے؟ فرمایا روزہ رکھنا۔

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم أقل من الذنوب یهن علیك الموت. وأقل من الدین تعش حرا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ مت کرنا کہ تم پر موت آسان ہو قرضوں سے بچ تا کہ آزادا سے زندگی گذارے۔[۱]

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ ان النمیمة والحقد فی النار لا یجتمعان فی قلب مسلم۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چغل خوری اور کینہ دونوں جہنم میں پہنچانے والے اعمال ہیں۔ دونوں مسلم کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔[۲]

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ثلاث من الکفر بالله شق الجیب والنیاحة والطعن فی النسب۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں کفر باللہ سے ہیں (۱) گریبان پھاڑنا (۲) نوحہ کرنا (۳) اور نسب میں طعنہ کرنا۔[۳]

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة قد حرم الله علیهم الجنة مدمن خمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اهله الخبث۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ نے جنت حرام فرما دیا ہے شراب کا عادی، ماں باپ کا نافرمان اور وہ بے غیرت جو اپنے اہل میں خباثت (گناہ کے کام) سے راضی ہو۔[۴]

۱۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۰ ۲۔ کنز العمال ج ۳ ص ۲۳ ۳۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۶
۴۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۹

عن ابی امامة قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاثة لا تجاوز صلاتهم آذانهم العبد الآبق حتیٰ یرجع وامرة باتت وزوجها علیها ساخط وامام قوم وهم له کارهون۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی۔ (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک کہ لوٹ نہ جائے (۲) وہ عورت کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو کر رات گذارے (۳) اور قوم کا امام جس کو قوم ناپسند کرتی ہو۔ [۱]

عن ابی موسی قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاثة لا یدخلون الجنة مدمن الخمر وقاطع الرحم و مصدق بالسحر ومن مات وهو مدمن الخمر سقاه اللہ من نهر الغوطة نهر یجری من فروج المومسات یؤذی اهل النار ریح فروجهن۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص جنت میں نہیں جائیں گے (۱) شراب کا عادی، (۲) رشتہ کاٹنے والا، (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا۔ جو مرے شراب کا عادی ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ غوطہ کے نہر سے پلائے گا غوطہ ایسا نہر ہے جو خبیث عورت کی شرمگاہ سے جاری ہوتا ہے کہ دوزخی بھی ان کی بدبو سے ایذا پاتے ہیں۔ [۲]

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاثة لا یکلمهم اللہ یوم القیامة ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم المسبل ازاره والمنان الذی لا یعطی شیئاً الامنه والمنفق سلعته بالحلف الکاذب۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے (۱) ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا (۲) جو بلا احسان جتائے کسی کو نہ دیتا ہو

۱۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۹ ۲۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۹

(۳) جھوٹی قسم سے اپنے سامان کو بیچنے والا۔[۱]

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ کل عین باکیة یوم القیامة الا عینا غضت عن محارم الله وعینا سهرت فی سبیل الله وعینا خرج منها مثل راس الذباب من خشیة الله۔[۲]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آنکھ قیامت کے دن روئے گی مگر وہ آنکھیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حرام کردہ چیزوں سے بند ہوں۔ اور ایسی آنکھیں جو فی سبیل اللہ بیدار رہیں اور ایسی آنکھیں جن سے مکھی کے سر کے برابر بھی اللہ عزوجل کے خوف سے آنسو بہائیں۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله ﷺ لا تشرك بالله شیئا وان قطعت وحرقت ولا تترك صلاة مکتوبة متعمدا فمن ترکها متعمدا فقد برئت منه الذمة ولا تشرب الخمر فانها مفتاح کل شر۔

ترجمہ: حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کر اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤ، گرچہ تو جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز جان بوجھ کر مت ترک کر کہ جو اس کو جان بوجھ کر ترک کر دے گا تو اس سے ذمہ بری ہے۔ اور شراب مت پیو کیونکہ ہر شر کی کنجی ہے۔[۳]

حضرت جبریل بارگاہ رسالت میں:

عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله ﷺ اتانی جبرئیل فقال یا محمد من ادرك احد والدیه فمات فدخل النار فابعده الله قل آمین فقلت آمین قال یا محمد من ادرك شهر رمضان فمات فلم یغفر له فادخل النار فابعده الله قل آمین فقلت

۱۔ مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۰۶، کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۳ ۲۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۷
۳۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۰

آمین قال ومن ذکرت عندہ فلم یصل علیك فمات فدخل النار فابعدہ اللہ قل آمین فقلت آمین۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے عرض کیا کہ اس مرد کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے ماں باپ کو پائے یا ان میں سے ایک کو پائے یا دونوں کو پائے بوڑھاپے کے وقت پھر جنت میں نہ جا سکے۔ آپ آمین کہئے تو میں نے آمین کہا۔ پھر انہوں نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جو رمضان کے مہینے کو پائے اور اپنی بخشش نہ کرائے، انہوں نے کہا کہ آمین کہئے تو میں نے کہا آمین۔ پھر جبریل نے کہا وہ شخص ذلیل و خوار ہو جس کے پاس آپ کا ذکر ہو اور آپ پر درود شریف نہ پڑھے۔ انہوں نے عرض کی آپ آمین کہیے تو میں نے کہا آمین۔[1]

---

[1] کنزالعمال ج ۲ اص ۳۷

چوتھا باب:

علم اور علما کے فضائل و برکات

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کی تعریف میں فرماتے ہیں:

علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آ گئی منکشف ہو گئی اور جس سے متعلق ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہو گئی۔[1]

عن معاویۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي[2]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔

دین کے فقیہ سے مراد یہ ہے کہ اسے دینی علم، دینی سمجھ اور دانائی بخشتا ہے۔ خیال رہے کہ فقہ ظاہری شریعت ہے اور فقہ باطنی طریقت اور حقیقۃً یہ حدیث دونوں کو شامل ہے۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ قرآن و حدیث کے ترجمے اور الفاظ رٹ لینا علم دین نہیں، بلکہ انکا سمجھنا علم دین ہے۔ یہی مشکل ہے اسی کے لئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے اسی وجہ سے تمام مفسرین و محدثین آئمہ مجتہدین کے مقلد ہوئے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے رب فرماتا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ وہاں حکمت سے مراد فقہ ہی ہے۔ قرآن و حدیث کے ترجمے تو ابو جہل بھی جانتا تھا۔ دوسرے یہ کہ حدیث و قرآن کا علم کمال نہیں، بلکہ ان کا سمجھنا کمال ہے۔ عالم دین وہ ہے جس کی زبان

۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۹۳ نوری کتب خانہ لاہور ۲۔ مشکوۃ ص ۳۲، بخاری ج۱ ص ۹۳ احدیث نمبر ۷۱، سنن دارمی ج۱ ص ۸۵ حدیث نمبر ۲۲۴، مسند احمد ج۱ ص ۳۰۶

پر اللہ اور رسول کا فرمان ہو اور دل میں ان کا فیضان، فیضان کے بغیر فرمان بیکار ہے، جیسے بجلی کی پاور کے بغیر فٹنگ بیکار۔[۱]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاسم نعمت ہیں:

حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں تو یہاں صرف علم ہی مراد نہیں ہے بلکہ ہر قسم کی نعمتیں ہیں۔ مفسر شہیر مفتی نعیم الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کی ساری نعمتیں علم، ایمان، مال، اولاد وغیرہ دیتا اللہ ہے بانٹتے حضور ہیں جسے جوملا حضور کے ہاتھوں ملا، کیونکہ یہاں نہ اللہ کی دین میں کوئی قید ہے نہ حضور کی تقسیم میں۔ لہذا یہ خیال غلط ہے کہ آپ صرف علم بانٹتے ہیں ورنہ پھر لازم آئے گا کہ خدا بھی صرف علم ہی دیتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی دین یکساں ہے مگر لینے والوں کے لینے میں فرق ہے۔ بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر مختلف طاقتوں کے بلب بقدر طاقت پاور کھینچتے ہیں۔ پھر جیسا بلب کا شیشہ ویسا اس کا رنگ حنفی شافعی ایسے ہی قادری چشتی ہیں مختلف رنگ کے مگر سب میں پاور ایک ہی ہے ایک ہی سمندر سے تمام دریا بنے مگر راستوں کے لحاظ سے ان کے نام الگ الگ ہوگئے ایسے ہی قادری چشتی وغیرہ ان سینوں کے نام ہیں جن سے یہ فیض آرہا ہے۔[۲]

جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ. أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.[۳]

۱ مرآت المناجیح ج ۱ ص ۱۷۸ ۲ مرآت المناجیح ص ۱۷۹ ۳ مشکوٰۃ ص ۳۲ مسلم ج ۳ ص ۱۲۵۵ حدیث نمبر ۱۶۳۱، ابو داؤد ج ۳ ص ۳۰۰ حدیث نمبر ۲۸۸۰، ترمذی ج ۳ ص ۶۶۰ حدیث نمبر ۱۳۷۶، مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۲

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں) (۱) صدقہ جاریہ (۲) اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو (۳) اور اولادِ صالح جو اس کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔

وضاحت: حدیث میں انسان سے مراد مسلمان اور عمل سے مراد نیک عمل ہے۔ صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں، مدرسے، وقف کیے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔ نیک اولاد سے مراد عالم عامل بیٹا۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ یَدْعُوْا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہیے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتی کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا بھی نہ کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔[1]

علم دین اور دیگر چند خوبیاں:

عن ابی هريرة قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نسبه.[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

۱۔ مرآت المناجیح ج ۱ ص ۱۸۱

۲۔ مشکوۃ ص ۳۲، مسلم ج ۳ ص ۲۰۷۴ حدیث نمبر ۲۶۹۹، ابن ماجہ ج ۱ ص ۸۲ حدیث نمبر ۲۲۵، مسند احمد ج ۳ ص ۲۵۲

نے فرمایا جو کسی مسلمان کو دنیاوی تکلیف سے رہائی دے تو اللہ اس سے روز قیامت کی مصیبت دور کرے گا اور جو کسی تنگی والے پر آسانی کرے اللہ دین و دنیا میں اس پر آسانی فرمائے گا اور جو مسلمانوں کی پردہ پوشی کرے اللہ دین و دنیا میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اللہ بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہے، جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا اور جب کوئی قوم خانہ خدا میں مجتمع ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتا نہیں کرے گا۔

یہ علم ہی کی برکات وفوائد ہیں کہ علم سیکھنے اور سیکھانے والے جنتی اور جنت کے راستہ پر چلنے والے ہوتے ہیں۔ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت علم کے فوائد و برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: جو علم دین سیکھنے یا دینی فتویٰ حاصل کرنے کے لیئے عالم کے گھر جائے۔ سفر کرکے یا چند قدم تو اس کی برکت سے اللہ دنیا میں اس پر جنت کے کام آسان کرے گا، مرتے وقت ایمان نصیب کرے گا، قبر و حشر کے حساب میں کامیابی اور پل صراط پر آسانی عطا فرمائے گا۔ جنت کے راستے میں سب چیزیں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کے لئے سفر کرنا بہت ثواب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے خضر علیہ السلام کے پاس سفر کر کے گئے، حضرت جابر ایک حدیث کے لیئے ایک ماہ کا سفر طے کر کے عبداللہ ابن قیس کے پاس پہنچے[1]

علم دین حاصل کرنے کا شوق:

عَنْ کثیر بن قیس قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دمشق فَجَاءَهُ

[1] مرقاۃ بحوالہ مرآت المناجیح ج ص ۱۸۲

رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.[1]

ترجمہ: حضرت کثیر ابن قیس سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بولا میں مدینۂ رسول ﷺ سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے کسی اور کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے بازو بچھادیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور علم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر اور بے شک علما وارث انبیاء ہیں۔ انبیا نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا، انہوں نے علم کا وارث کیا پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔

وضاحت: اس حدیث شریف کے تحت مرآۃ المناجیح ج ا ص ۱۸۹ میں ہے:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ طلب علم کے لیے سفر بزرگوں کی بلکہ نبیوں کی سنت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام طلب علم کے لئے بہت دراز سفر کرکے خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط الرسول کہہ سکتے ہیں، جب

۱۔ مشکوٰۃ ص ۳۳ ۲۔ ترمذی ج ۵ ص ۴۷ حدیث نمبر ۲۶۸۲ ۳۔ سنن دارمی ج ۱ ص ۱۱۰ حدیث نمبر ۳۴۲ ۴۔ مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۶

کہ علامت سے معلوم ہوا کہ یہاں حضور مراد ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے: یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ اور فرماتا ہے: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ اسے ناجائز کہنا بے دلیل ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ إِحْيَائِهَا[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔

عبادت سے نفلی عبادات مراد ہیں یہ مطلب نہیں کہ فرائض چھوڑ کر علم سیکھے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم دین کی نیند بھی عبادت ہے۔ علما فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن سے فقہ سیکھنا افضل۔ ان دونوں کا ماخذ یہ حدیث ہے اس کی وجہ ہم بارہا بیان کر چکے عالم تھوڑی عبادت پر جاہل کی بڑی عبادت سے زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے۔[2]

چالیس احادیث عام کرنے کی فضیلت:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شافعا وشهيدا۔[3]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت کے دین متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع و شہید ہوں گا۔

وضاحت: اس حدیث کے بہت پہلو ہیں: چالیس حدیثیں یاد کر کے مسلمان کو سنانا، چھاپ کر ان میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا، راویوں سے سن کر

۱۔ مشکوٰۃ ص ۳۶، سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۵۷ حدیث نمبر ۱۴
۲۔ مرآت المناجیح ج ۱ ص ۲۱۰
۳۔ مشکوٰۃ ص ۳۶، شعب الایمان ج ۲ ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۱۷۲۶

کتابی شکل میں جمع کرنا، سب ہی اس میں داخل ہیں۔ یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہنچا دے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا اور میں اس کی خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقوے کی خصوصی گواہی دوں گا ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہوگی۔[1]

علم غیر نافع کی مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔

جس بات کا علم نہ ہو تو کیا کہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أعلم فَإِن من الْعلم أَن يَقُول لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ (قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا من المتكلفين.[3]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کو کوئی بات معلوم ہو وہ کہے اور نہ معلوم ہو تو یہ کہہ دے کہ اللہ اعلم (یعنی اللہ خوب جانتا ہے) کیونکہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق یہ کہہ دے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی

۱۔ مرآت المناجیح ج ۱ ص ۲۱۱ ۲۔ مشکوۃ ص ۳۸، مسند احمد ج ۲ ص ۴۹۹، سنن دارمی ج ۱ ص ۱۳۸ حدیث نمبر ۵۵۶ ۳۔ مشکوۃ ص ۳۷، بخاری ج ۸ ص ۷۵۳ حدیث نمبر ۴۸۰۹، مسلم ج ۴ ص ۲۱۵۵ حدیث نمبر ۲۷۹۸، سنن الدارمی ج ۱ ص ۵۳ حدیث نمبر ۱۷۳

سے فرمایا: قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا من المتكلفين میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ یعنی جو بات معلوم نہ ہو اس کے متعلق بولنا تکلف ہے۔

علم چھپانے کا وبال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ۔ [1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگادی جائے گی۔

وضاحت: اگر کسی عالم سے دینی ضروری مسئلہ پوچھا جائے اور وہ بلاوجہ نہ بتائے تو قیامت میں وہ جانوروں سے بدتر ہوگا کہ جانور کے منہ میں چمڑے کی لگام ہوتی ہے اور اس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ خیال رہے کہ یہاں علم سے مراد حرام، حلال، فرائض واجبات وغیرہ تبلیغی مسائل ہیں جن کا چھپانا جرم ہے۔ (مرآت المناجیح)

علم دین غلط مقصد کے لئے نہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ [2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ مشکوۃ ص ۳۴، ابوداؤد ج ۵ ص ۶۷ حدیث نمبر ۳۶۵۸، ترمذی ج ۵ ص ۲۹ حدیث نمبر ۲۶۴۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۳

۲۔ مشکوۃ ص ۳۴، ابوداؤد ج ۳ ص ۷۱ حدیث نمبر ۳۶۶۴، ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۲ حدیث نمبر ۲۵۲، مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۸

نے فرمایا جو علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے (یعنی علم دین) اس کو جو شخص اس لئے حاصل کرے کہ متاع دنیا مل جائے اس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں ملے گی۔

علم دین اٹھ جائے تو کیا ہوگا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی إِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُھَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا۔[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینے سے جدا کرے بلکہ علم کا قبض کرنا علما کے قبض کرنے سے ہوگا۔ جب عالم باقی نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سردار بنالیں گے وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

وضاحت جو عالم ہدایت پر ہو متبع شریعت ہو، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیرو ہو، اطاعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کا شیوہ ہو، اس کے لمحات طہارت و تقویٰ میں گذرتے ہوں اور اوامر (جن باتوں کا شریعت نے حکم دیا ہے ان) کو بجالاتا ہو، نواہی (شریعت نے جن باتوں سے منع کیا ہے ان) سے بچتا ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عامل ہو، خود ناپاکیوں سے بچتا ہو اور لوگوں کو بچاتا ہو اور پاکیوں کو اپناتا اور دوسروں کو ان کی طرف رہنمائی کرتا ہو، سنی ہو وہابی، دیوبندی، پھلواروی وغیرہ فرقۂ باطلہ سے بیزار ہو اور اس سے سخت نفرت کرتا ہو اور دوسروں کو ان خبثائے مذکورہ سے نفرت دلاتا ہو اور

[1] مشکوٰۃ ص ۳۳، بخاری ج ۱ ص ۱۹۴ حدیث نمبر ۱۰۰، مسلم ج ۴ ص ۲۰۵۸ حدیث نمبر ۲۶۷۳، ترمذی ج ۵ ص ۳۰ حدیث نمبر ۲۶۵۲

لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتا ہو تو یقیناً بلا شک و شبہ ایسا عالم نبی کا وارث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا نائب ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

وإنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ وإنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَلا دِرْهَماً وإنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ. فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ. رواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجه[1]

اور علما نبیوں کے وارث (نائب) ہیں اور بلا شبہ نبیوں نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہ بنایا اور انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا ہے تو جس نے علم حاصل کیا تو اس نے پورا حصہ لیا۔

پھر عالم باعمل کی حدیثوں میں بڑی بڑائیاں آئی ہیں۔ کہیں یوں بیان ہوا:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد.[2]

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترجمہ از: امجدی)

کہیں یوں:

وَإنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ.[3]

ترجمہ: بے شک عالم دین کے لئے آسمان و زمین کی مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہیں یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی۔ اور بے شک عالم دین کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ (ترجمہ از: امجدی)

کہیں یوں:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ « ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى معلم النَّاسِ الْخَيْرَ.[4]

۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۴ ۲۔ مشکوٰۃ ص ۳۴ ۳۔ مشکوٰۃ الشریف ص ۳۴ ۴۔ مشکوٰۃ الشریف ص ۳۴

عالم دین کی فضیلت عابد پر ایسے ہی جس طرح میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے بھلائی کی تعلیم دینے والے رحمت بھیجتے ہیں اور آسمان وزمین والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں پانی دعائیں کرتی ہیں۔ (ترجمہ از: امجدی)

طالب دنیا عالم کی مذمت:

ہاں وہ عالم جو طالب دنیا ہو دین کا نہ ہو یا غفلت میں زندگی گذارتا ہو شر پھیلاتا ہو عامل نہ ہو یا بدمذہب ہو یا بدعقیدہ ہو وہ ہرگز وارث انبیا نہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ ج ا ص ۲۴۰ میں ہے:

ان طالب الدنیا لیس من العلماء الورثۃ۔ دنیا پرست ان علماء میں سے نہیں ہیں جو انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ (ترجمہ از: امجدی)

مشکوٰۃ شریف ص ۳۷ میں ہے:

ألا إنَّ شرَّ الشرِّ شِرارُ العلماءِ وإنَّ خيرَ الخيرِ خيارُ العلماءِ۔

سنو! سب سے بدتر علماء ہیں اور بے شک سب سے بہتر اچھے علماء ہیں۔

(ترجمہ از: امجدی)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهِ[1]

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن پست درجہ والا وہ عالم ہوگا جو اپنے علم سے نفع نہ اٹھائے۔ (ترجمہ از: امجدی)

یعنی لوگ اس کے علم سے فائدہ نہ اٹھائیں نہ مسائل بیان کرے نہ کوئی دینی کتاب لکھے یا یہ مطلب ہے کہ خود نفع حاصل نہ کرے، یعنی عالم بے عمل علم درخت بے عمل اس کا

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۷

پھل، بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جو اپنے درخت کا پھل خود نہ کھائے، جاہل بے عمل کو ایک عذاب ہے اور عالم بے عمل کو سات گناہ عذاب جیسا کہ روایت میں ہے۔[۱]

عَنْ زِيَادِ بن حدير قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ: هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْإِسْلَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَا. قَالَ: يَهْدِمُهُ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْأَئِمَّةِ المضلين[۲]

حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو اسلام کو کون سی چیز ڈھاتی ہے؟ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی مجھے نہیں معلوم، فرمایا عالم کی لغزش اور منافق کا کتاب اللہ کے ساتھ جھگڑنا اور گمراہ اماموں کا فیصلہ۔ (ترجمہ از: امجدی)

یعنی جب علماء آرام طلبی کی بناپر کوتاہیاں شروع کردیں، مسائل کی تحقیق میں کوشش نہ کریں، اور غلط مسئلے بیان کریں، بے دین علماء کی شکل میں نمودار ہوجائیں، بدعتوں کو سنتیں قرار دیں، قرآن کریم کو اپنی رائے کے مطابق بنائیں، اور گمراہ لوگوں کے حاکم بنیں اور لوگوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کریں تب اسلام کی ہیبت دلوں سے نکل جائے گی جیسا آج ہورہا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ عالم کی لغزش سے مراد ان کا فسق و فجور میں مبتلا ہوجانا ہے عالم کا عمل بھی تبلیغ ہونا چاہیے۔[۳]

۱۔ مرآت المناجیح ج ا ص ۲۱۷ ۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۳۷ ۳۔ مرآت المناجیح ج ا ص ۲۱۷

پانچواں باب:

ذکر کے فضائل وفوائد

ذکر کی فضیلت وفوائد اور اس کی لذت و روحانی چاشنی احادیث کریمہ کی روشنی میں بیان کرنے سے قبل ذکر کا معنی اور اس کی قسموں کو ذہن نشین کرلیا جائے۔ مفسر شہیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ذکر کے چند معنی ہیں: یاد کرنا، یاد رکھنا، اس کا چرچا کرنا، خیر خواہی عزت وشرف وغیرہ۔ قرآن کریم میں ذکر ان تمام معنوں میں وارد ہوا یہاں ذکر کے پہلے تین معنی ہو سکتے ہیں: یعنی اللہ کو یاد کرنا اسے یاد رکھنا اس کا چرچا کرنا اس کا نام جپنا۔ ذکر اللہ تین قسم کا ہے: ذکر لسانی، ذکر جنانی، ذکر ارکانی، ہر عضو کا ذکر علیحدہ ہے، آنکھ کا ذکر ہے خوف خدا میں رونا، کان کا ذکر ہے اس کا نام سننا وغیرہ ذکر اللہ بالواسطہ بھی ہوتا ہے اور بلا واسطہ بھی، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تذکرہ یا انہیں سوچنا بلاواسطہ ذکر اللہ ہے، اس کے محبوبوں کا محبت سے چرچا کرنا اس کے دشمنوں کا برائی سے ذکر کرنا سب بالواسطہ اللہ کا ذکر ہیں۔ دیکھو سارا قرآن ذکر اللہ ہے مگر اس میں کہیں تو خدا کی ذات وصفات مذکور ہیں، کہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومحامد کہیں کفار کے تذکرے۔ ذکر اللہ بہترین عبادت ہے اسی لیے رب تعالیٰ نے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تاکیدی حکم دیا رب تعالیٰ فرماتا ہے: فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا[1]

تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[1] مرآت المناجیح ج3 ص 355

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ[1]

ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: يَقُولُ اللهُ عز وَجل أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يذكرني إِن ذكرني فِي نَفسه ذكرته فِي نَفسِي وَإِن ذكرني فِي مَلأ ذكرته فِي مَلأ خير مِنْهُ وَإِن تقرب إِلَيّ شبْرًا تقربت إِلَيْهِ ذِرَاعاً وَإِن تقرب إِلَيّ ذِرَاعا تقربت إِلَيْهِ بَاعاً وَإِن أَتَانِي يمشي أَتَيْته هرولة.[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا تنہائی میں ذکر کرتا ہوں، اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

محافل ذکر میں فرشتوں کی آمد:

عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ: إِن لله مَلَائِكَة يطوفون فِي الطّرق، يَلْتَمِسُونَ أهل الذّكر، فَإِن وجدوا قوماً يذكرُونَ الله تنادوا هلموا إِلَى حَاجَتكُمْ قَالَ: فيحفونهم بأجنحتهم إِلَى السَّمَاء الدُّنْيَا، قَالَ فيسألهم رَبهم وَهُوَ أعلم بهم مَا يَقُول عبادي قَالَ: يَقُولُونَ يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك، قَالَ: فَيَقُول: هَل رأوني، قَالَ يَقُولُونَ: لَا وَالله مَا رأوك، قَالَ: فَيَقُول كَيفَ لَو رأوني، قَالَ: يَقُولُونَ لَو رأوك كَانُوا أَشد لَك عبَادَة وَأَشد

[1] سورہ بقرہ 152 [2] بخاری حدیث نمبر ۷۴۰۵، مسلم حدیث نمبر ۲۶۷۵

لَك تمجيدا وتحميدا وَأَكْثَر لَك تسبيحا. قَالَ: فَيَقُول فَمَا يَسْأَلُونِي قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ الْجنَّة. قَالَ: يَقُول وَهل رأوها قَالَ يَقُولُونَ: لَا وَالله يَا رب مَا رأوها. قَالَ: يَقُول فَكيف أَنهم لَو رأوها قَالَ يَقُولُونَ: لَو أَنهم رأوها كَانُوا أَشد عَلَيْهَا حرصا وَأَشد لَهَا طلبا وَأعظم فِيهَا رَغْبَة. قَالَ: فمم يتعوذون. قَالَ: يَقُولُونَ من النَّار. قَالَ: يَقُول هَل رأوها. قَالَ: يَقُولُونَ لَا وَالله يَا رب مَا رأوها. قَالَ: يَقُول كَيفَ لَو رأوها. قَالَ يَقُولُونَ: لَو رأوها كَانُوا أَشد مِنْهَا فِرَارًا وَأَشد لَهَا مَخَافَة. قَالَ يَقُول: فأشهدكم أَنِّي قد غفرت لَهُم. قَالَ: يَقُول ملك من الْمَلَائِكَة فيهم فلَان لَيْسَ مِنْهُم. إِنَّمَا جَاءَ لحَاجَة. قَالَ: هم الجلساء لَا يشقى بهم جليسهم.[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں اہل ذکر کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں، جب کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں آؤ اپنی حاجت کی طرف، پھر فرشتے اہل ذکر کو اپنے بازوؤں سے ڈھانپ لیتے ہیں آسمان دنیا تک۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو ان رب فرشتون سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے عرض کریں گے تیری تسبیح کرتے تھے اور تیری تکبیر کرتے تھے اور تیری حمد کرتے تھے اور تیری بزرگی بیان کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا ان بندوں نے مجھے دیکھا ہے؟ تو عرض کریں گے نہیں بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔ فرمائے گا ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے؟ فرشتے عرض کریں گے اگر وہ تجھے دیکھ لیں گے تو اور زیادہ تیری عبادت کریں گے اور تیری بزرگی بیان کریں گے اور تیری تسبیح بیان کریں گے۔ اب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا مانگتے تھے؟ فرشتے کہیں گے تجھ سے جنت مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کریں گے نہیں اے میرے پروردگار! انہوں

[1] بخاری حدیث نمبر ۶۴۰۸

نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں گے تو کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کریں گے اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو جنت کا ان کو شوق اور بڑھ جائے گا اور اس کی طلب زیادہ ہو جائے گی اور اس کی رغبت بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کریں گے دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کریں گے واللہ! اے پروردگار انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لوگ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کریں گے اگر وہ لوگ دوزخ کو دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس سے اور زیادہ ڈریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو بخش دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہے گا اے رب! ان میں ایک شخص تھا جو ان (ذکر کرنے والوں) میں سے نہیں تھا، اپنے کسی کام کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ آپس میں (ذکر الٰہی کے لئے) بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

ذکر کرنے والوں سے اللہ راضی:

عَن أبي هُرَيرَة وَأبي سعيد الخُدْرِيّ رَضِي الله عَنْهُمَا أَنَّهُمَا شَهدا على رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ: لَا يقْعد قوم يذكرُونَ الله إِلَّا حفتهم الْمَلَائِكَة وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَة وَنزلت عَلَيْهِم السكينَة وَذكرهمْ الله فِيمَن عِنْده۔[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کے متعلق یہ گواہی دی کہ آپ نے فرمایا جو قوم اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتی ہے اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کو رحمت (الٰہی) ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں ذکر کرتا ہے۔

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۲۷۰۰

ذاکرین سے اللہ خوش ہوتا ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بن سُفْيَان رَضِيَ الله عَنْهُمَا أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم خرج على حَلقَة من أَصْحَابه فَقَالَ: مَا أجلسكم؟ قَالُوا: جلسنا نذْكر الله ونحمده على مَا هدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمن بِهِ علينا. قَالَ: الله مَا أجلسكم إِلَّا ذَاك؟ قَالُوا: الله مَا أجلسنا إِلَّا ذَاك. قَالَ أما إِنِّي لم أستحلفكم لتهمة لكم، وَلكنه أَتَانِي جِبْرِيل فَأَخْبرنِي أَن الله يباهي بكم الْمَلَائِكَة۔[1]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن سفیان سے مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کے ایک حلقہ سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا تم لوگ یہاں کیا کررہے ہو؟ ہم نے کہا ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور اس احسان پر ہم اللہ کا شکر ادا کررہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام کی ہدایت دے کر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا! تم لوگ اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا بخدا ہم اسی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تم پر کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی لیکن ابھی میرے پاس جبریل آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ عزوجل فرشتوں میں تم پر فخر کررہا ہے۔

سانس بھی یادِ خدا میں لو:

عَنْ عبد الله بن بسر رَضِيَ الله عَنهُ أَن رجلا قَالَ: يَا رَسُول الله إِن شرائع الْإِسْلَام قد كثرت عَليّ، فَأَخْبرنِي بِشَيْء أتشبث بِهِ قَالَ: "لَا يزَال لسَانك رطبا من ذكر الله عز وَجل.[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے

۱۔ صحیح مسلم کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ بَابُ فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ حدیث رقم 4998
۲۔ ترمذی حدیث نمبر ۳۳۷۳

کہا یا رسول اللہ اسلام کے (نفلی) کے احکام میرے لئے بہت زیادہ ہیں، مجھ کو ایسا عمل بتائے جس پر میں پابندی سے عمل کروں۔ آپ نے فرمایا تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

ذکر کرنے سے جہنم سے رہائی:

عَن مُسلم بن الْحَارِث التَّمِيمِي رَضِيَ الله عَنهُ عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه أسر إِلَيْهِ فَقَالَ: إِذا انصرفت من صَلَاة الْمغرب فَقل قبل أَن تتكلَّم، اللَّهُمَّ أجرني من النَّار سبع مَرَّات، فَإنَّك إِذا قلت ذَلِك ثمَّ مت فِي ليلتك كتب لَك جوَار مِنْهَا، وَإِذا صليت الصُّبْح فَقل كَذَلِك، فَإنَّك إِذا مت من يَوْمك كتب لَك جوَار مِنْهَا۔[1]

ترجمہ: حضرت مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سرگوشی (آہستہ گفتگو) کرتے ہوئے فرمایا جب تم نماز مغرب سے فارغ ہو جاؤ تو (دنیاوی) گفتگو کئے بغیر سات مرتبہ کہا کرو: اے اللہ مجھے دوزخ سے بچا'' کیونکہ جب تم یہ کہو گے پھر اسی رات میں فوت ہو جاؤ تو تمہارے لئے اس سے رہائی لکھ دی جائے گی۔ اور جب صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد بغیر کسی سے بات کئے سات مرتبہ یہی وظیفہ کرو گے اور اسی دن فوت ہو جاؤ تو (بھی) اللہ تعالیٰ جہنم سے رہائی کا پروانہ عطا فرمائے گا۔

صبح و شام کا ایک بابرکت وظیفہ:

عَن بُرَيْدَة الْأَسْلَمِيّ رَضِيَ الله عَنهُ عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ: "من قَالَ حِين يصبح وَحين يُمْسِي، اللَّهُمَّ أَنْت رَبِّي لَا إِلَه إِلَّا أَنْت، خلقتني وَأَنا عَبدك وَأَنا على عَهْدك وَوَعدك مَا اسْتَطَعْت أعوذ بك من شَرّ مَا صنعت أبوء لَك بنعمتك وأبوء

[1] ابو داؤد حدیث نمبر ۵۰۷۹

بذنبی فَاغْفِر لی فَإِنَّهُ لَا یغفر الذُّنُوب إِلَّا أَنْت فَمَاتَ من یَوْمه أَو من لیلته دخل الْجَنَّة[1]

ترجمہ: حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح اور شام کے وقت کہے: اے اللہ تو میرا رب ہے، کوئی معبود نہیں مگر تو، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں بساط بھر اپنے عہد و وعدے پر قائم ہوں، میں اپنی کارکردگی کی برائی (برے عمل) سے تیری پناہ لیتا ہوں اور تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، پس مجھے بخش دے۔ کیونکہ تیرے سوا گناہ کو کوئی نہیں بخش سکتا'' (اگر یہ دعا کرنے کے بعد) اس دن یا رات میں فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔

ا۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۷۰

چھٹا باب:

صبح وشام کے وظائف

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَاْخُذُ مَضْجَعَهُ بِقِرَاءَةِ سُوْرَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ[1]

ترجمہ: روایت ہے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا کوئی مسلمان نہیں جو بستر پر لیٹے قرآن شریف کی کوئی سورہ پڑھ کر مگر اللہ تعالیٰ اس پر فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے، پھر کوئی ایذا دہ چیز اس کے پاس نہیں پھٹکتی حتیٰ کہ بیدار ہو جب بھی۔

تشریح: اس طرح کہ بستر پر جب سونے کے لئے جائے تو قرآن شریف سے سورہ پڑھ کر لیٹے مگر یہ سورہ کا پڑھنا لیٹنے کے ارادہ سے ہو۔ظاہر یہ ہے کہ سورہ سے مراد پوری سورہ ہے نہ کہ کسی سورہ کی کچھ آیات جیسے فلق و ناس یا قل یایہا الکافرون وغیرہ۔بعض لوگ آیۃ الکرسی بھی پڑھ لیتے ہیں اور سورہ کافرون بھی یہ بہت اچھا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَ سُوْءِ الْكِبَرِ وَ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ[2]

ترجمہ: روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ جب شام ہوتی

۱۔ ترمذی ۲۔ مسلم کتاب الذکر والدعا باب التسبیح حدیث نمبر ۲۷۲۳ ص ۱۰۹۱

تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کرتے: ہم نے شام پائی اور اللہ کے ملک نے شام پائی، سب تعریفیں اللہ کو ہیں، اس اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ الٰہی! میں تجھ سے اس رات کی اور جو اس رات میں ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس رات کی اور جو اس رات میں ہے اس کی شر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ خدایا! میں سستی، بڑھاپے اور زیادتی عمر کی برائیوں سے اور دنیا کے فتنوں سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ اور جب سویرا پاتے تو ساتھ یہ بھی کہتے ہم نے سویرا پایا اور اللہ کے ملک نے سویرا پایا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یا رب! میں آگ میں عذاب اور قبر میں عذاب سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

تشریح: صبح و شام سے مراد دن کے دونوں کنارے ہیں، یعنی نماز فجر سے پہلے اور تا طلوع آفتاب اور مغرب کی نماز کے بعد تا غروب شفق۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنت پر صبح و شام عمل کریں، صبح بھی اور شام بھی سنت مصطفیٰ ﷺ کے سایہ میں گذاریں۔

سوتے وقت کا وظیفہ:

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اَوىٰ إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِي اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِي اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِي اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَامَلْجَأَ وَمَنْجَأَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي انزلت و نبيك الذى اَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر جاتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹتے پھر یوں کہتے الٰہی! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا کام

۱۔ بخاری ج ۲ ص ۹۳۴

تیرے سپرد کیا، تیرے کرم پر ٹیک لگائی، تیری طرف رغبت کرتے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ کہیں پناہ ہے نہ رہائی سوائے تیری طرف کے، میں تیری اتاری کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو یہ کلمات کہہ لے پھر اسی رات میں مر جائے تو ایمان پر مرے گا۔

اور ایک دوسری حدیث حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ وَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَامَلْجَأَ وَمَنْجٰی اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ[1]

ترجمہ: جب تو اپنے بستر پر جائے تو نماز کا سا وضو کرے پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹے پھر کہے الٰہی! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا، اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا کام تیرے سپرد کیا، تیرے کرم پر ٹیک لگائی، تیری طرف رغبت کرتے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ کہیں پناہ ہے نہ رہائی سوائے تیری طرف کے، میں تیری اتاری کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا۔ اگر تم اسی رات میں مر گئے تو تم اسلام پر مروگے۔

تشریح: نفس سے مراد ذات یا جان ہے اور وجہ سے مراد چہرہ یا توجہ یا دل کا رخ۔ یا ان دونوں جملوں میں اپنے ظاہر و باطن کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی الٰہی! میرا باطن بھی تیرے مطیع ہے کہ اس میں ریا (شرک)، سرکشی نہیں اور میرا ظاہر بھی تیرا فرماں بردار کہ میرا کوئی عضو باغی نہیں۔ غرضیکہ میرا اپنا کچھ نہیں سب کچھ تیرا ہے۔ سوتے وقت یہ کلمات اس لئے عرض کئے تاکہ معلوم ہو کہ میرا سونا بھی تیرے حکم کے تحت ہے (لمعات وغیرہ) لہٰذا مجھے اندرونی و بیرونی آفات سے بچالے اور میرا معاش و معاد اچھی کردے۔ رغبت تو تفویض

1۔ بخاری ج ۲ ص ۹۳۳

کے لحاظ سے ہے اور ہیبت الجات کے اعتبار سے ہے۔ چوں کہ بیداری میں انسان کچھ ذمہ دار ہوتا ہے اور با اختیار مگر سو جانے پر سب کچھ کھو بیٹھتا ہے، اسی لئے اس موقعہ پر یہ دعا بہت ہی موزوں ہے۔ نیز سوتے وقت یہ خبر نہیں ہوتی کہ اب سویرے کو اٹھوں گا یا قیامت میں، اسلئے یہ کہہ کر سونا بہتر ہے کہ خدایا اب سب کچھ تیرے سپرد۔

سپردم بتو مایہء خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

تیرے غضب سے پناہ صرف تیری رحمت کے دامن میں ہی مل سکتی ہے اور تیری پکڑ سے رہائی صرف تو ہی دے سکتا ہے، تیرے غضب کی آگ کو صرف تیری رحمت ہی کا پانی بجھا سکتا ہے۔ اگر تو عدل کرے تو اونچے اونچے کانپ جائیں، اگر فضل فرمائیں تو گنہگاروں کی بھی امید بندھ جائے۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے اور نبی سے مراد حضور محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ اور یہ الفاظ ہماری تعلیم کے لئے ہیں ورنہ حضور انور ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی رسالت پر ایمان لایا۔ نیز حضور انور ﷺ کی ذات وصفات یعنی نبوت و رسالت وغیرہ کا علم حضور کے علم حضوری ہے، حضور ﷺ تو لوگوں کے لئے عین ایمان ہیں۔ جیسے اللہ تبارک وتعالی اپنی توحید وصفات کو جانتا تو ہے مگر اسے موحد یا مومن اس معنی سے نہیں کہہ سکتے۔ یونہی حضور ﷺ اپنی نبوت و رسالت کو جانتے تو ہیں مگر اس جاننے کو ایمان نہیں کہا جائے گا۔ حضور ﷺ خدا کے قرآن کے مومن ہیں نہ کہ اپنے۔ اسی لئے رب تعالی نے فرمایا:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ ۔ یہ نہ فرمایا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِرِسَالَتِهٖ ہاں! چونکہ حضور ﷺ کا سارے قرآن پر ایمان ہے اور قرآنی آیات میں حضور کی رسالت کی بھی آیات ہیں حضور ان کے مصداق ہیں کہ اسی لحاظ سے اپنے بھی مومن۔ یہ دعائیہ کلمات صبح تک اس کے ایمان کی گارنٹی ہیں پھر سویرے کو نیا روز نئی روزی ہے۔[1]

---

[1] نزہۃ القاری

جنت سے سرفرازی اور جہنم سے رہائی:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنت تین بار مانگے تو جنت کہتی ہے الٰہی اسے جنت میں داخل فرمادے اور جو تین بار آگ سے پناہ مانگے تو آگ کہتی ہے الٰہی اسے آگ سے امان دے۔

تشریح: جو روزانہ صبح وشام یا دن میں ایک بار یا عمر میں ایک بار تین دفعہ یہ کہے اَللّٰهُمَّ ادخلنی الْجَنَّةَ اور تین دفعہ یہ کہے اَللّٰهُمَّ اجرنی مِنَ النَّارِ تو خود جنت اس کے لئے داخلہ کی دعا کرے گی اور خود دوزخ اپنے سے پناہ کی بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گی۔ حق یہ ہے کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ جنت کے در و دیوار، برگ و بار، وہاں کے حور و غلماں و فرشتے بھی اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے: تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ آگ کہے گی: اے خدا مجھے اور زائد کردے اور فرماتا ہے: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ہر چیز رب تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتی ہیں۔[1]

---

[1] المرقاۃ القاری ج ۷

ساتواں باب:

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى وَلَدِهَا وَأَخَّرَ اللَّهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک رحمت جن و انس، حیوانات اور حشرات الارض پر نازل کی جس سے وہ ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں اور رحم کرتے ہیں۔ اسی سے وحشی جانور اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نناوے رحمتیں بچا رکھی ہیں، ان سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔[1]

عَن سَلمَان الْفَارِسِي رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: خلق الله يَوْم خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْض مِائَةَ رَحْمَة كل رَحْمَة طباقا مَا بَين السَّمَاء وَالْأَرْض فَجعل مِنْهَا فِي الأَرْض رَحْمَة. فبها تعطف الوالدة على وَلَدهَا والوحش وَالطير بَعْضهَا على بعض فَإِذا كَانَ يَوْم الْقِيَامَة أكملها بِهَذِهِ الرَّحْمَة۔[2]

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اس دن اس نے سو رحمتیں پیدا کیں، ہر رحمت آسمان اور زمین کے بھراؤ کے برابر ہے، اس نے ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل کی، اسی رحمت کی وجہ سے والدہ اپنی اولاد پر رحمت کرتی ہے اور

۱۔ مسلم حدیث نمبر ۶۹۰۸ ۲۔ مسلم حدیث نمبر ۷۱۵۳

درندے اور پرندے ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں، جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے ساتھ اپنی رحمتوں کو مکمل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ بندوں پر کس قدر مہربان ہے:

عَن عمر بن الْخطاب رَضِيَ الله عَنهُ أَنه قَالَ قدم على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم سبي. فَإِذا امْرَأَة من السَّبي تحلب ثديها تَسْقِي إِذا وجدت صَبيا فِي السَّبي أَخَذته وألصقته بِبَطْنِهَا وأرضعته. فَقَالَ لنا النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: أَتَرَوْنَ هَذِه طارحة وَلَدهَا فِي النَّار. قُلْنَا: لَا وَهِي تقدر على أَن لَا تطرحه. فَقَالَ: الله أَرْحم بعباده من هَذِه من بِوَلَدِهَا۔[1]

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے، ان قیدیوں میں سے ایک عورت کسی کو تلاش کر رہی تھی کہ اچانک قیدیوں میں اس کو اپنا بچہ مل گیا اس نے اس بچہ کو اٹھا کر پیٹ سے چمٹا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے کہا نہیں! بخدا اگر اس سے ہو سکا تو یہ اس بچہ کو آگ میں نہیں ڈالے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ عورت اپنے بچہ پر جس قدر رحم کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔

عَن عبد الله بن عمر رَضِيَ الله عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي بعض غَزَوَاته. فَمر بِقوم فَقَالَ من الْقَوْم؟ قَالُوا: نَحن الْمُسلمُونَ. وَامْرَأَة تحلب تنورها وَمَعَهَا ابْن لَهَا. فَإِذا ارْتفع وهج التَّنور تنحت بِهِ. فَأَتَت بِهِ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَت: أَنْت رَسُول الله؟ قَالَ: نعم. قَالَت: بِأبي وَأمي أَلَيْسَ الله بأرحم الرَّاحِمِينَ؟ قَالَ: بلَى. قَالَت: أَوَلَيْسَ الله بأرحم بعباده من الْأُم بِوَلَدِهَا؟ قَالَ: بلَى.

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۵۹۹۹

قَالَت فَإِن الْأُم لَا تلقى وَلَدهَا فِي النَّار. فأكب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يبكي. ثمَّ رفع رَأسه إِلَيْهَا فَقَالَ إِن الله لَا يعذب من عباده إِلَّا المارد المتمرد. الَّذِي يتمرد على الله. وأبى أَن يَقُول لَا إِلَه إِلَّا الله[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں تھے کہ آپ ایک قوم پر سے گذرے، آپ نے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مسلم ہیں، ایک عورت وہاں بیٹھی ہوئی تنور پکا رہی تھی اور اس کے پاس اس کا بچہ بیٹھا ہوا تھا جب آگ بلند ہونے لگی تو بچہ کو علیحدہ کر کے خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے عرض کی کیا اللہ ارحم الراحمین نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! اس نے عرض کیا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے جتنی ماں اپنے بچوں پر ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! اس نے عرض کیا ماں تو اپنی اولاد کو آگ میں نہیں ڈالتی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر رونے لگے۔ پھر آپ نے سر اٹھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اسی کو عذاب دیتا ہے جس نے نافرمانی اور سرکشی پر کمر باندھ لی اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا ہو۔

بے حساب جنت عطا کرنے کا وعدہ:

عَن أبي أُمَامَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَقُول: وَعَدَنِي رَبِّي أَن يدْخل الْجنَّة من أمتِي سبعين ألفا. لَا حِسَاب عَلَيْهِم وَلَا عَذَاب مَعَ كل ألف سَبْعُونَ ألفا وَثَلَاث حثيات من حثيات رَبِّي.

ترجمہ: حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے مالک سبحانہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں ستر ہزار آدمی

[1] سنن ابن ماجة كِتَابُ الزُّهْدِ بَابُ مَا يُرْجَى مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حدیث نمبر ۴۲۹۷

بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل کرے گا۔[۱]

ایک گنہگار کی بخشش:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ: إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ. فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ. فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ. فَأَمَرَ اللهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ. ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ. يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ. فَغَفَرَ اللهُ لَهُ۔[۲]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے کوئی نیکی نہیں کی تھی، جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا مجھے جلا دینا پھر میرے نصف کو خشکی میں اڑا دینا اور نصف کو سمندر میں بہا دینا، کیونکہ خدا قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی گرفت کی تو اس کو اتنا سخت عذاب دے گا کہ تمام جہانوں میں کسی کو اتنا سخت عذاب نہیں دے گا۔ جب مر گیا تو لوگوں نے اس کی وصیت کے مطابق اسے جلا دیا اور آدھا ہوا میں اڑا دیا اور آدھا سمندر میں بہا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات جمع کر دئے پھر فرمایا تم نے اس طرح کرنے کا کیوں کہا تھا؟ اس نے کہا اے میرے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے اور تو زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

ناز ہے تو اللہ کی رحمت پر:

عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: سمعت رسول الله - صلّى الله عليه وسلّم يقول: إِنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَحَابَّيْنِ. أَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ. وَالْآخَرُ كَأَنَّهُ يَقُولُ: مُذْنِبٌ. فَجَعَلَ يَقُولُ أَقْصِرْ. أَقْصِرْ عَمَّا أَنْتَ فِيهِ. فَيَقُولُ: خَلِّنِي وَرَبِّي. حَتَّى

۱۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۸۶ ۲۔ مسلم حدیث نمبر ۲۷۵۶

وَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ اسْتَعْظَمَهُ. فَقَالَ: أَقْصِرْ. فَقَالَ: خَلِّنِي وَرَبِّي. أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا؟ قَالَ: وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لَكَ أَبَدًا، وَلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ أَبَدًا. قَالَ: فَبَعَثَ اللهُ مَلَكًا فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا. فَاجْتَمَعَا عِنْدَهُ. فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي. وَقَالَ لِلْآخَرِ أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَحْظُرَ عَلَى عَبْدِي رَحْمَتِي؟ قَالَ لَا يَا رَبِّ. قَالَ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو شخص نزدیک رہتے تھے، ایک ان میں گنہگار دوسرا عبادت گذار تھا۔ عبادت گذار جب بھی گنہگار کو دیکھتا تو اس سے باز رہنے کے لئے کہتا۔ ایک روز اس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو رکنے کے لئے کہا، گنہگار نے کہا کہ مجھے میرے رب پہ چھوڑ دو کیا تم مجھ پر نگراں ہو؟ عبادت گذار نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں بخشے گا، یا اللہ تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پس دونوں کی روحیں قبض کرلی گئیں اور دونوں اکٹھے پروردگار عالم کی بارگاہ میں پیش ہوئے۔ عبادت گذار سے فرمایا کیا تجھے میرے متعلق سب کچھ علم ہے یا میرے اختیارات تیرے قبضے میں ہیں؟ گنہگار سے فرمایا کہ جا میری رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوجا۔ دوسرے (عبادت گذار) سے متعلق فرمایا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی بات کہی جس سے اس کی دنیا اور آخرت برباد ہوگئیں۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے:

عَنْ جُنْدَبٍ بن عبداللہ البَجَلی رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ لا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي

۱۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰۱

يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لا أَغْفِرَ لِفُلانٍ، فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ[1]

ترجمہ: حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے کہا بخدا اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کون شخص ہے جو میرے متعلق قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا، میں نے اس فلاں شخص کو بخش دیا اور تیرے عمل کو ضائع کر دیا۔

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم لَمَّا قَضَى اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرمالیا تو اس نے اپنی کتاب لوح محفوظ میں لکھا بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ سے رحمت و بخشش کی امید رکھو:

عن أنس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلا أُبَالِي. يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ. يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لاَ تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً[3]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ

---

[1] صحیح مسلم کتاب البِرِّ وَالصِّلَةِ وَالآدَابِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقْنِيطِ الإِنْسَانِ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى حدیث رقم 4882 [2] بخاری حدیث نمبر ۳۱۹۴ [3] ترمذی حدیث نمبر ۳۵۴۰، المعجم الاوسط ج ۴ ص ۳۱۵

سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہونچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ وڈر نہیں ہے۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں ہوگی، اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور مجھ سے (مغفرت کرنے کے لئے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہوتو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا اور تجھے بخش دوں گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت رحمٰن ورحیم ہے وہ اپنے بندوں پر مہربان وکریم ہے۔ اپنے بچوں سے پیار کرنے والی ماؤں سے بھی زیادہ پیدا کرنے والا رب مہربان ہے۔ اور اسی نے خلق میں رحمت اور ایک دوسرے پر شفقت ومہربانی کی خوبی اور صفت رکھی ہے۔ اس لئے بندوں کو چاہئے کہ اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، ساتھ ہی اس کے ڈرتا بھی رہیں اور استغفار بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈرنے اور استغفار کرنے والے کو بیحد پسند فرماتا ہے۔ (امجدی)

مجموعہ احادیث ''احسن الاحادیث'' ایک تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب کی راہ کی طرف بلانے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا پیغام پہنچانے، بھٹکے ہوئے آہوؤں کو راہِ راست پر لانے گم گشتگان راہ کو منزل مقصود پر پہنچانے، احکام دین اسلام کو عام کرنے، شریعت محمدیہ سہلہ ملت غرا بیضا کے صحیح عقائد پاکیزہ افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کے متعدد وسایل وذرائع ہیں مثلاً درس وتدریس، وعظ ونصیحت تقریر وخطابت، بیعت وارشاد وغیرہ لیکن ان مذکورہ بالا ذرائع تبلیغ واشاعت میں تحریر کی افادیت واہمیت ہمیشہ ہمیش مسلم رہی ہے۔

زیر نظر مجموعہ احادیث ''احسن الاحادیث'' قاضی القضاۃ فی النیپال معروف بہ شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی بانی خانقاہ برکات لہنہ شریف (نور اللہ مرقدہ) کی اسی سلسلے کی ایک عمدہ کڑی ہے، جس میں مندرجہ ذیل سات ابواب ہیں:

● پہلا باب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ● دوسرا باب: سچی توبہ کی فضیلت وبرکت۔ ● تیسرا باب: دارین کی سعادتیں۔ ● چوتھا باب: علم اور علما کے فضائل وبرکات۔ ● پانچواں باب: ذکر کے فضائل وفوائد۔ ● چھٹا باب: صبح وشام کے وظائف۔ ● ساتواں باب: اللہ تعالی کی رحمتیں۔

دوران مطالعہ محسوس ہوا کہ مصنف علام بہ ہمہ صفت موصوف کی یہ علمی کوشش مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

(۱) ہر باب سے متعلق مضمون کے احکام ومسائل کو مختصر مگر جامع وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔(۲) عربی متن مع حرکات وسکنات تحریر کی گئی ہے۔(۳) مصادر ومراجع کے التزام کی کامیاب سعی کی گئی ہے۔(٤) ہر باب کا عنوان آیات وتفاسیر واقوال فقہا، بالخصوص احادیث نبویہ سے مزین کیا گیا ہے۔(٥) عربی عبارتوں کا سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔ (٦) باب کے عنوان کے تحت درج حدیث سے حاصل شدہ فضائل وفوائد کو قلمبند کیا گیا ہے۔

ہر باب کے مضمون سے متعلق ایسی احادیث کو ذکر کی گئی ہیں جو ایمان وعقائد کی کھیتی کو سیراب کرنے اصلاح اعمال، تزکیۂ نفوس، تطہیر قلوب کے لئے کافی ووافی ہیں۔

مذکورہ بالا اور دیگر خصوصیات کی بنیاد پر امید واثق ہے کہ مجموعۂ احادیث ''احسن الاحادیث'' قارئین کے لئے نفع بخش ثابت ہوگی۔

حضرت کے اس علمی شاہکار کو جنہوں نے ترتیب وتخریج کے پر پیچ مراحل سے گزار کر منظر عام پر لانے کی کامیاب کوششیں کی ہیں میری مراد جواں سال قلم کار خلیفۂ حضور شیر نیپال حضرت علامہ ومولانا مفتی عبد السلام امجدی برکاتی صاحب قبلہ ہیں۔

محمد رحمت علی امجدی

خادم فقہ: شعبہ تخصص فی الفقہ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک

وخادم درس وافتا: جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد گھاس بازار ناسک

شب سہ شنبہ ۵ صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۲۰۲۰ء

Published by
MAJMAUL BARAKAT
Luhna Sharif, Distt. Dhanusha, Nepal